خلاصه مطالب مثنوی در تفسیر سوره اخلاص

تفسیر سوره اخلاص

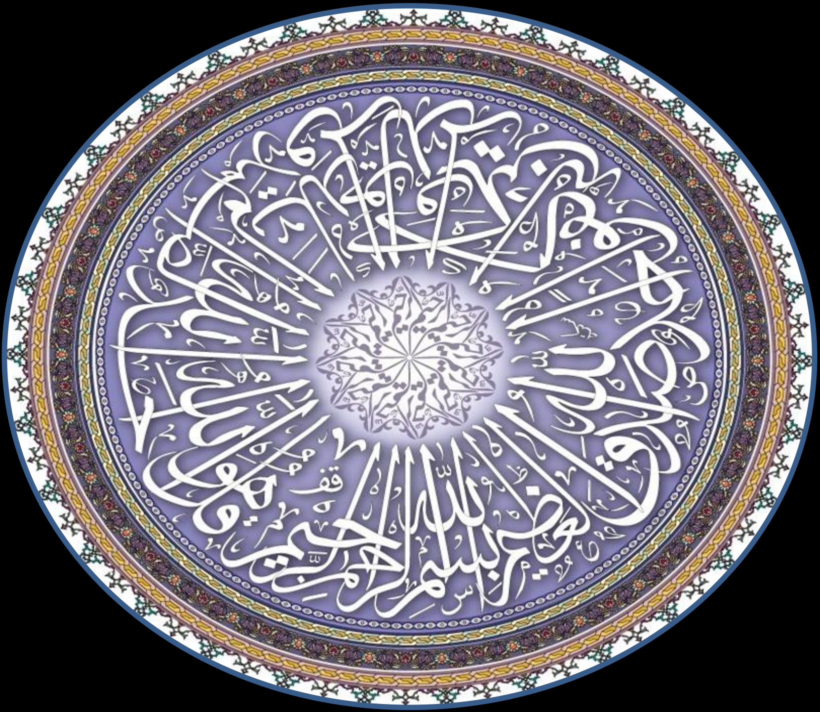

علامہ محمد اقبال

(مثنوی رموزِ بیخودی)

facebook
FACEBOOK.COM/PAYAM.E.IQBAL
نوائے سروش

نوائے سروش کی پیشکش

تفسیر سورہ اخلاص

(خلاصہ مثنوی در تفسیر سورہ اخلاص)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال

Nawa-e-Sarosh
Payam-e-Iqbal

www.facebook.com/Payam.e.Iqbal

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

علامہ اقبال کی مثنوی رموزِ بیخودی میں جب سے سورہ اخلاص کی منظوم تفسیر پڑھی تھی تب سے دل میں یہی آرزو تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو اسے باقی دوستوں کے سامنے بھی پیش کروں، اسی مقصد کو دل میں لیے ان اشعار کا بار بار مطالعہ کیا۔ ان کے اردو اور انگریزی ترجمے کو کئی بار پڑھا۔ مشکل الفاظ کے معانی لغات میں سے ڈھونڈے اور پھر اللہ پاک کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ خواہش تو یہ تھی کہ ایک تفصیلی تعارف اس مثنوی کا پیش کرتا لیکن یہ جانتے ہوئے کہ اقبالیات کے میدان میں میری حیثیت ایک طفلِ مکتب کی سی بھی نہیں ہے میں اپنے اس ارادے سے باز رہا۔ اور بطور تعارف ڈاکٹر عزیز احسن کا مضمون شامل کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے اس تفسیر کے اچھوتے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اس کا موازنہ دیگر مفسرین کی روایتی تفاسیر سے کیا ہے۔

ہر کام میں مزید بہتری کی گنجائش ہوتی ہے۔ قارئین کی آراء و تجاویز میرے لیے بہترین رہنما ثابت ہوں گی کہ کلامِ اقبال کو مؤثر انداز میں نئی نسل کے سامنے کس طرح پیش کیا جائے۔

دعاؤں کا طلبگار

محمد شعیب

۳۰ اکتوبر ۲۰۱۳

Nawae-Saroosh Payam-e-Iqbal

اقبال کی مثنوی "رموز بیخودی" میں سورۂ اخلاص کی تفسیر

ڈاکٹر عزیز احسن

Nawa-e-Soroosh Payam-e-Iqbal

اقبال نے ایک شب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور ان سے ملت اسلامیہ کے ادبار اور زوال ٹالنے اور خسران سے بچنے کا نسخہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: "آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر" (سورۂ اخلاص سے روشنی حاصل کرو)۔

اس خواب کا ذکر علامہ نے اپنی مثنوی میں بڑے خوبصورت پیرائے میں کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

من شبے صدیقؓ را دیدم بخواب
گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب
آں "امن الناس" بر مولائے ما
آں کلیمِ اولِ سینائے ما
ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر
گفتمش "اے خاصہء خاصانِ عشق
عشقِ تو سر مطلعِ دیوانِ عشق

پختہ از دستت اساسِ کار ما

چارہ ی فرماۓ آزارِ ما

گفت ”تا کے در ہوس گردی اسیر

آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر

ایں کہ در صد سینہ پیچد یک نفس

سرے از اسرارِ توحید است و بس

رنگِ او بر کن مثالِ او شوی

در جہاں عکسِ جمالِ او شوی

”اقبال کہتے ہیں : میں نے ایک شب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔میں نے ان کے راستے سے پھول چنے۔(کون صدیق اکبرؓ؟ وہ) جن کے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کے مطابق (خود نبی ﷺ پر) محبت اور مال کے حوالے سے(امت کے تمام لوگوں سے) بڑھ کر احسانات تھے۔وہ (صدیقؓ اکبر، مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں کے باعث) ہمارے طور سینا کے پہلے کلیم تھے۔(حضور ﷺ کے وصال کے بعد) آپؓ ہی کی جرأت و ہمت کے باعث امت کی کھیتی ہری رہی۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے والوں میں ، غار میں پناہ لینے والوں میں بدر کے میدان میں اور قبر کی رفاقت کے ضمن میں ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ،دوسرے (فرد ملت) رہے۔میں نے (اقبال نے) ان سے عرض کیا ”اے خاصان عشق کے خا ص الخاص بطلِ جلیل!“ آپ کا عشق تو دیوانِ عشق کا مطلع ہے(آپ ہی کی ذات حضور ﷺ کے عشق میں سب سے پہلے مبتلا ہوئی) ہمارے کام کی بنیاد تو آپ ہی کے ہاتھوں مضبوط و مستحکم ہوئی ہے۔آپ ہمیں ہماری بیماری (ہمارے ادبار، امت کے زوال اور پستی کا) کے لیے علاج تجویز فرمایئے!۔حضرت صدیق اکبررضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کب تک حرص وہوا کے اسیر رہوگے، سورۂ اخلاص سے روشنی حاصل کرو!۔

یہ (سورۂ اخلاص) توحید کے رازوں میں سے ایک راز ہی تو ہے جو سینکڑوں سینوں میں ایک سانس کی طرح بل کھاتا ہے۔ چنانچہ تم اس (اللہ تعالیٰ) کا رنگ اختیار کرلو اور یوں دنیا میں توحیدالٰہیہ کا عکس جمال بن جاؤ!۔"

یعنی جب ملت اسلامیہ خود میں اتفاق و اتحاد پیدا کرکے توحید ربانی کا رنگ اختیار کرلے گی تو جمال الٰہی کا پرتو بن جائے گی۔ اللہ کی بے نیازی کی صفت اپنا کر اللہ کے علاوہ ہر شے سے بے نیاز ہوجانے سے اس ملت کو سر بلندی مل سکتی ہے۔ اللہ حسب نسب کے جھمیلوں سے پاک ہے تو ملت اسلامیہ "اسلامی آئین کی پاسداری میں" حسب نسب کے جھمیلوں سے پاک ہوکر عظمت و رفعت حاصل کرسکتی ہے۔ ان اوصاف الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے سے ملت اسلامیہ تمام اقوام و ملل میں "یکتا" ہوسکتی ہے۔ کیونکہ نہ اللہ کا کوئی ہم سر ہے اور نہ زمین پر اللہ کو ماننے اور اس کے احکام بجالانے والی ملت کا کوئی ہم سر ہوسکتا ہے"۔

مختلف تفاسیر میں سورۂ اخلاص کی تشریح و تعبیر سے اقبال کے تفسیری نکات کا تقابلی جائزہ:

سورۂ اخلاص کی جو تفسیر و تعبیر اقبال نے کی ہے وہ اطلاقی نظریہ یعنی applied theory کے طور پر کی ہے۔ علماء نے توحید کی تفہیم میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے حوالوں سے، کلامی اور تفسیری نکات روایت و درایت کی روشنی میں بیان کیے ہیں جبکہ علامہ اقبال نے سورۂ اخلاص کو بنیاد بنا کر توحید کے ان اثرات پر روشنی ڈالی ہے جو مسلمان کو قوت و جبروت عطا کرتے ہیں۔ یہ تفسیر تمام تفاسیر سے اس لیے مختلف، انوکھی اور نادر ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف اس معاشرے کی تشکیل کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو توحید میں رنگ جانے کے بعد نکھر کر سامنے آئے گا۔

گویا اس تفسیر کی روشنی میں معاشرہ اس طور توحید میں ڈھل جائے کہ زبان حال سے کہے "صبغة اللہ ج و من احسن من اللہ صبغةً ز و نحن لهٗ عٰبدون (ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں)۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں

"دین و ایمان کا رنگ فرما کر اس کی طرف بھی اشارہ ہوگیا کہ جس طرح رنگ آنکھوں سے محسوس ہوتا ہے مومن کے ایمان کی علامات اس کے چہرہ بشرہ اور تمام حرکات و سکنات ، معاملات و عادات میں ظاہر ہو ناچا ہیئں"۔

پروفیسر خالد پرویز کے خیال میں اقبال نے مسلمانوں کا قرطاس ابیض پیش کرکے انہیں دعوت عمل دی ہے اور جو تفسیری خاکہ علامہ نے پیش کیا ہے وہ آج تک کوئی عالم دین اور مفسر قرآن اور کوئی مفکر پیش نہیں کرسکا۔

اب آیئے ان تفاسیر کی طرف جو مختلف ادوار میں لکھی جاتی رہی ہیں:

تفسیر جلالین میں جو تفسیر کی گئی ہے وہ توضیحی نکات کی شکل میں ہے:

" ترجمہ:(آنحضرت ﷺ سے آپ کے رب کے متعلق پوچھا گیا تو یہ سورت نازل ہوئی) آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے (اس میں اللہ خبر ہے ہو کی اور احد اللہ کا بدل ہے یا ہو کی خبر ثانی ہے) اللہ بے نیاز ہے(یہ مبتداء خبر ہے یعنی تمام حوائج میں سدا وہی مقصود ہے) نہ اس کے اولاد ہے (اس کا کوئی ہم جنس نہ ہونے کی وجہ سے) اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے (اللہ کے حادث نہ ہونے کی وجہ سے) اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہے(یعنی کوئی ہم پلہ اور برابر نہیں ہے)"لہ" کا تعلق"کفواً "سے ہے اور مقصود بالنفی ہونے کی وجہ سے اس کو مقدم کردیا گیاہے اور "یکن" کے اسم "احد"کو اس کی خبر کے بعد لایا گیا ہے فاصلہٗ آیات کی رعایت کرتے ہوئے)۔

اس کے بعد "تحقیق و ترکیب"،"ربط آیات"، "روایات"،اور" تشریح " کے عنوانات کے تحت تفصیلی گفتگو کی گئی ہے لیکن ، توحید اور صفات الٰہیہ کے اسلامی معاشرے پر پڑنے والے اثرات یا مسلمان کے لیے صفات الٰہیہ کو اس طرح اخذ کرنے کی ترغیب کہ وہ اللہ کے رنگ میں رنگ جائے، کہیں نہیں ہے۔ یہی حال دوسری تفاسیر کا ہے جن میں سے چند ایک ہم درج ذیل کرتے ہیں:

Nawa-e-Soroosh Payam-e-Iqbal

۱۔ تفسیر ضیاء القرآن میں تفسیری حاشیئے میں تاریخ عالم میں تصور الٰہ کے حوالے سے بہت سی معلومات ملتی ہیں۔مثلاً وہ ''احد'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''احد'' اس ایک کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نہ ہو، نہ ذات میں ، نہ صفات میں ،نہ کمالات میں۔اس اعلان کے ہوتے ہی سونے، چاندی،لوہے، تانبے، پتھر، لکڑی کے بنے ہوئے جو معبود صدیوں سے خدائی کی مسند پر بڑے کروفر سے براجمان تھے ، منہ کے بل زمین پر اوندھے گر پڑے''۔

اسی نہج پر صاحب تفسیر نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی تشریح فرمائی ہے جن کا ذکر سورۂ اخلاص میں آیا ہے۔

۲۔ تفسیر مظہری میں بھی علم لغت اور صرف نحو کے اصولوں کی روشنی میں الفاظ کی تفہیم اور روایات کی روشنی میں شان نزول بیان کی گئی ہے۔مثلاً

''قل ھواللہ احد (ا) ''ھو ''ضمیر شان مبتدا ہے اور آئندہ جملہ اس کی خبر ہے۔اس صورت میں مرجع کی ضرورت نہیں ، یا ''ھو ''ضمیر ہے اور اس رب کی طرف راجع ، جس کے اوصاف سوال کرنے والوں نے پوچھے تھے۔یعنی اے محمد !(ﷺ) کہہ دو کہ میرے رب کے اوصاف جو تم پوچھتے ہوتو وہ اللہ ایک ہے۔احدٌ اللہ سے بدل ہے یا ھو کی دوسری خبر ہے۔''احد''اصل میں وحد تھا۔وحد اور واحد دونوں ہم معنی ہیں۔حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت میں'' ھواللہ احد تک'' لواحدٌ'' آیا ہے۔حضرت عمرؓ کی قراءت بھی یہی ہے''۔

اسی طرح روایتی انداز میں پوری سورت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

۳۔ کم و بیش یہی انداز تفسیر ماجدی میں اپنایا گیا ہے۔مثلاً

''قل ھو اللہ احد(ا)'' آپ کہدیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔۔۔ذات صفات ، سب کے لحاظ سے واحد و یکتا۔۔نہ عدد میں دو ، نہ اس کا کوئی اقنوم، نہ اس کا کوئی مظہر یا اوتار، نہ اس کا کوئی مثل و نمونہ۔یعنی ھوالواحد الاحد الذی لا نظیر لہ ولا وزیر

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

لہ' ولا ندید ولا شبیہ ولا عدیل(ابن کثیر) "خوب فرمایا ہے صاحب تفسیر کبیر نے کہ جس طرح سورۃ الکوثر شان رسالت میں جامع ہے، اسی طرح سورۃ اخلاص شان توحید میں جامع ہے"۔

۴۔ تفسیر اسرار التنزیل کے مصنف امیر محمد اکرم اعوان سورۂ اخلاص کے تفسیری نکات اس طرح بیان کرتے ہیں:

"کہہ دیجئے کہ اللہ وہ ذات ہے جو تمام کمالات کا جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے جیسا کوئی دوسرا نہیں جس کی سب مخلوق محتاج ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں اسے مخلوق پر قیاس تک نہیں کیا جا سکتا کہ نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ کوئی اس کی، وہ ایسا نہیں جو نسب سے وجود میں آئے، نہ کوئی اس کا مثل ہے نہ اس سے مشابہ ہے، اس کے ساتھ کسی طرح بھی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہیں کیا جاسکتا"۔

یہ پوری عبارت سورۃ اخلاص کے "اسرار و معارف" کے زیرعنوان لکھی گئی ہے۔یہ تفسیر بھی روایت کے عین مطابق ہے اور رواں دواں اور سہل زبان میں لکھی گئی ہے۔

۵۔ تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف، میں چند جملوں میں شرح کردی گئی ہے مثلاً

☆ بتایا ہے کہ یہ سورۃ مشرکین کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی تھی کہ آپ ﷺ اپنے رب کا نسب بتائیں۔

☆ قل ھواللہ احد "آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے"۔

☆ اللہ الصمد "یعنی سب اس کے محتاج ہیں ، وہ کسی کا محتاج نہیں"۔

☆ لم یلد و لم یولد۔۔"یعنی نہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے نہ وہ کسی چیز سے نکلا ہے"۔

☆ لم یکن لہ کفواً احد "اورنہ اس کا کوئی ہمسر ہے"،"اس کی ذات میں ، نہ صفات میں اور نہ افعال ہیں۔(لیس کمثلہٖ شیئٌ... الشوریٰ،۱۱)"۔

۶۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترجمہ فرمایا تھا:

''بگو خدا یگانہ است(۱) خدا بی نیاز ست (۲) نہ زادہ و نہ زادہ شدہ (۳) و نیست ہیچ کس اورا ہمانند (۴)۔

۷۔ احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمے کے ساتھ مولاناسید محمد نعیم الدین مرادآبادی کا تفسیری حاشیہ اس طرح ہے:

ترجمہ ''تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے'' تفسیر ... ربوبیت و الوہیت میں صفات عظمت و کمال کیساتھ موصوف ہے۔مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں۔

ترجمہ:''اللہ بے نیاز ہے'' تفسیر ''ہر چیز سے، نہ کھائے نہ پیئے ، ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے''۔

ترجمہ ''اس کی کوئی اولاد نہیں'' تفسیر ''کیونکہ کوئی اس کامجانس نہیں''۔

ترجمہ ''اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا'' ... تفسیر ''کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے''۔

ترجمہ ''اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی'' ... تفسیر ''یعنی کوئی اس کا ہمتا اور عدیل نہیں۔اس سورت کی چند آیتوں میں علم الٰہیات کے نفیس و اعلیٰ مطالب بیان فرمادیئے گئے جن کی تفصیلات سے کتب خانے کے کتب خانے لبریز ہوجائیں''۔

۸۔ تفہیم القرآن میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا ''جو شخص بھی اس کو سمجھ کر اس کی تعلیم پر ایمان لے آئے گا وہ شرک سے خلاصی پا جائیگا''۔

ترجمہ ''کہو،وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔اور کوئی اس کا ہمسر نہیں''۔

تفہیم میں بھی نحوی طریق پر لفظوں کے معانی کی تعیین کی گئی ہے۔فرماتے ہیں ''نحوی قواعد کی رو سے علماء نے'' ھو اللہ احد'' کی متعدد ترکیبیں بیان کی ہیں، مگر ہمارے نزدیک ان سے جو ترکیب اس مقام کے ساتھ پوری مناسبت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ'' ھو ''مبتدا ہے،'' اللہ'' اس کی خبر ہے، اور'' احد'' اس کی دوسری خبر۔اس ترکیب کے لحاظ سے اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ''وہ (جس کے بارے میں تم لوگ سوال کر رہے ہو) اللہ ہے، یکتاہے''۔دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے ، اور زبان کے لحاظ سے غلط نہیں ہے کہ ''اللہ ایک ہے''۔

پوری تفسیر میں اسی انداز کو اپنایا گیا ہے۔

علامہ اقبال کی ندرت فکر کا جائزہ:

اب ان تفاسیر کا موازنہ علامہ اقبال کے انداز تفسیر سے کرتے ہیں تو یہ بات پایہء ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ علامہ کا انداز سب سے جدا، سب سے الگ اور انوکھا ہے۔اس لیے کہ علامہ اقبال نے سورۃ اخلاص کی تفسیر لکھنے کے بجائے اس کے معاشرتی اطلاقات کا بھر پور استدراک کیا ہے۔جیسا کہ پہلے مذکور ہوا، علامہ نے خواب میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی اور ان سے اپنی ملت کے ادبار اور زوال ٹالنے کے لیے عرض کیا تھا آپ کے ہاتھوں ہماری(ملت) کی بنیاد مضبوط ہوئی تھی اس لیے آپ ہماری بیماری کا علاج بھی تجویز فرمایئے!

پھر اس خواب میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ اخلاص کو مضبوطی سے تھام لینے کا مشورہ دیااور فرمایا کہ:

تم (اور تمہاری قوم)کب تک حرص و ہوس میں مبتلا رہوگے، سورۃ اخلاص سے تابندگی حاصل کر و!

بیدار ہوکر علامہ نے خواب کی روشنی میں جو نکات بیان کیے ہیں ان کا خلاصہ بھی ملاحظہ ہو:

”اللہ کا رنگ اختیار کرکے مسلم معاشرے کا فرد اور اجتماعی طور پر پورامعاشرہ جمال الٰہی کا عکس بن کر توحید کا نمونہ پیش کرنے کے لائق ہوجائے گا۔اس معاشرے میں یگانگت کے باعث عملی وحدت نظر آئے گی۔“

”اللہ کی صفت 'الصمد' کا رنگ چڑھا تو ملت کسی اور قوت کی محتاجگی محسوس نہیں کرے گی۔بلکہ اللہ کے علاوہ ہر ظاہری قوت و جبروت سے، نفع و ضرر سے، بے نیاز ہوجائے گی“۔

”لم یلد و لم یولد“ کے مفہوم کو سمجھ کرملت اسلامیہ نسلی، ملی اورقبائلی عصبیت سے بے نیاز ہوکر، ملت واحدہ بن سکتی ہے۔اس کا ہر تعلق وحدت ملی کے احساس اور نظریہ توحید کے تناظر میں استوار ہوگا۔

”ولم یکن لہ کفوا احد“ اور ان اوصاف کے ساتھ جب ملت اسلامیہ اس جہان میں جلوہ گر ہوگی تو پوری محسوس دنیا میں اس کا کوئی ہم سر اور ہم پلہ نہیں ہوگا“۔

ہماری اس گفتگو میں، رموزِ بیخودی کے متعلقہ باب کے درج ذیل مصرعوں کا مفہوم آ گیا ہے:

رنگِ او برکن مثالِ او شوی

در جہاں عکسِ جمالِ او شوی

آنکہ نامِ تو مسلماں کردہ است

از دوئی سوئے یکے آوردہ است

یک شو و توحید را مشہود کن

غائبش را از عمل موجود کن

گر بہ "اللہ الصمد" دل بستہ ای

از حدِ اسباب بیروں جستہ ای

فارغ ازباب و ام و اعمام باش

ہمچو سلماںؓ زادہء اسلام باش

رشتہ ای با 'لم یکن' باید قوی

تا تو در اقوام بے ہمتا شوی

میرے خیال میں پوری مثنوی کا خلاصہ ان مصرعوں میں ہی آ گیا ہے۔علامہ اقبال کی اس تفسیر کو جب ہم علمائے کرام کی دیگر تفسیری کاوشوں سے ملاتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ معانی کی وسعتیں ، مفاہیم کا پھیلاؤ اور توحید باری تعالیٰ کی عملی صورت کو معاشرتی سطح پر مشہود کرنے کا عملی نظام پیش کرنے کے لیے اسلامی مفسرین کی تاریخ میں اللہ رب العزت نے صرف علامہ ہی کو منتخب فرمایا تھا۔غالبؔ کا یہ شعر اس موقع پر خوب یاد آیا ۔

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار

صحرا مگر بہ تنگی چشم حسود تھا

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

قرآن فہمی کا یہ نرالہ اور انوکھا بلکہ اچھوتا انداز کیونکر پیدا نہیں ہوتا جبکہ اقبال کے زرخیز ذہن کی زمین میں ابتدا ہی سے اس حقیقت کا بیج بودیا گیا تھا کہ قرآن اس طرح پڑھو جیسے یہ تم پر نازل ہورہا ہے۔اقبال بیان کرتے ہیں:

"ایک دن صبح کو حسب دستور قرآن کی تلاوت کررہا تھا وہ (والدصاحب) میرے پاس آگئے اور فرمایا: "بیٹا کہنا یہ تھا کہ جب قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم پر ہی اتر رہا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہے" (اقبال اور قرآن۔ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان)

انہی خیالات کا اثر غالباً اقبال کے اس شعر پر بھی ہے:

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

کاش ملتِ اسلامیہ بالعموم اور پاکستانی قوم بالخصوص ، اقبال کے افکار کی روشنی میں توحید کے مفاہیم کو سمجھ سکے اور صبغت اللہ کی مثال پیش کرسکے!

****

Nawa-e-Sarosh Payam-e-Iqbal

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

(کہہ دو کہ وہ اللہ یکتا ولاثانی ہے)

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

من شبی صدیق را دیدم بخواب　　گل ز خاک راہ او چیدم بخواب

ایک رات میں نے خواب میں (حضرت ابو بکر) صدیقؓ کو دیکھا ـــ اور خواب میں آپ کی راہ کے پھول چنے

آن "امن الناس" بر مولای ما　　آن کلیم اول سینای ما

وہ جن کے احسان ہمارے آقاؐ پر سب سے زیادہ ہیں [1] ـــــــــــــ وہ جو ہمارے کوہ سینا کے پہلے کلیم [2] تھے

ہمت او کشت ملت را چو ابر　　ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

ان کی ہمت ملت کی کھیتی کے لیے ابر کی مانند تھی ـــــ وہ اسلام، غار، بدر و قبر سب میں دوسرے (فرد) تھے [3]

---

1 اشارہ ہے نبی پاک کی اس حدیث کی طرف: إن (مِن) أَمَّن الناس علیّ فی صحبته و ماله أبو بکر (بخاری) "لوگوں میں سے مجھے اپنی رفاقت دینے اور اپنا مال خرچ کرنے کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔"

2 حضرت ابو بکر صدیقؓ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔

3 یہ مصرعہ حضرت سعید بن مسیب کے اس قول کا خلاصہ ہے: "كان أبو بكر الصّدّيق من النّبيّ صلي الله عليه وآله وسلم مكان الوزير فكان يشاوره في جميع أموره وكان ثانيه في الإسلام وكان ثانيه في الغار وكان ثانيه في العريش يوم بدر وكان ثانيه في القبر ولم يكن رّسول الله صلي الله عليه وآله وسلم يقدّم عليه أحدا"

"حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وزیر کی حیثیت رکھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام اُمور میں اُن سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

گفتمش ای خاصۂ خاصان عشق　　　عشق تو سر مطلع دیوان عشق

میں نے کہا: آپ کا عشق خاص الخاص ہے ـــــــ آپ کا عشق دیوانِ عشق کا مطلع (پہلا شعر) ہے۔

پخته از دستت اساس کار ما　　　چاره ئی فرما پی آزار ما

آپ کے ہاتھوں ہی ہمارے معاملات کی بنیاد مضبوط ہوئی [4] ـــــــ آپ ہمارے درد کا بھی کوئی چارہ فرمادیجئے

گفت تا کی در ہوس گردی اسیر　　　آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر

(حضرت ابوبکرؓ نے) فرمایا: تو کب تک حرص وہوس کا اسیر رہے گا ـــ تجھے سورہ اخلاص سے روشنی حاصل کرنی چاہیئے

اینکه در صد سینه پیچد یک نفس　　　سری از اسرار توحید است و بس

یہ جو ہزاروں سینوں میں ایک ہی سانس چل رہا ہے ـــ یہ بھی توحید کے رازوں میں سے ایک راز ہے

اللہ عنہ اسلام لانے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی (دوسرے) تھے، غارِ (ثور) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی تھے، غزوہء بدر میں عریش (وہ چھپر جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا گیا تھا) میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی تھے، قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر کسی کو بھی مقدّم نہیں سمجھتے تھے۔" حاکم، المستدرک، 3 : 66، رقم: 4408

4 اشارہ ہے ان فتنوں کی طرف جو وفاتِ نبوی کے بعد برپا ہوئے اور جن پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنی ہمت وثابت قدمی سے قابو پایا۔

رنگ او بر کن مثال او شوی
در جہان عکس جمال او شوی

تم اسی (اللہ) کا رنگ اختیار کر کے اسی جیسے بن جاؤ[5] ——— اور دنیا میں اس کے جمال کا عکس بن جاؤ

آنکہ نام تو مسلمان کردہ است
از دوئی سوی یکی آوردہ است

وہ ذات کہ جس نے تیرا نام مسلماں رکھا ہے[6] —— وہ تجھے دوئی (شرک) سے وحدت کی طرف لائی ہے

خو یشتن را ترک و افغان خواندہ ئی
وای بر تو آنچہ بودی ماندہ ئی

لیکن تو خود کو ترک اور افغان کہلانا پسند کرتا ہے —— افسوس تجھ پر کہ تو کبھی جو تھا اب نہیں ہے[7]

وارہان نامیدہ را از نامہا
ساز با خم در گذر از جامہا

تو قوم کو ان سارے ناموں سے نجات دلا —— تو صراحی سے موافقت کر اور پیالوں سے جان چھڑا[8]

---

5 صِبۡغَةَ اللّٰهِ۔ ﴿البقرۃ:۱۳۸﴾ (اللہ کا رنگ اختیار کرو)

6 هُوَ سَمّٰكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ۔ ﴿الحج:۷۸﴾ (اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے)

7 اسی مضمون کو علامہ نے جواب شکوہ میں یوں بیان کیا ہے:

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو تُم سبھی کُچھ ہو، بتاؤ تو مُسلمان بھی ہو؟

8 یعنی صرف اسلام سے تعلق رکھ کر باقی سب پہچانوں کو بھول جاؤ

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

ای کہ تو رسوای نام افتادہ ئی　　از درخت خویش خام افتادہ ئی

تو ان ناموں کی وجہ سے رسوا ہو گیا ہے —— اور اپنے درخت سے کچے پھل کی طرح گر گیا ہے[9]

با یکی ساز از دوئی بردار رخت　　وحدت خودرا مگردان لخت لخت

تو توحید سے تعلق جوڑ اور دوئی کو رخصت کر دے ۔ اپنی وحدت کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے نہ کر[10]

ای پرستار یکی گر تو توئی　　تا کجا باشی سبق خوان دوئی

اے وحدت کے پرستار اگر تو حقیقتاً تو ہی ہے ———— تو کب تک دوئی (شرک) کا سبق پڑھتا رہے گا

تو در خود را بخود پوشیدہ ئی　　در دل آور آنچہ بر لب چیدہ ئی

تو نے اپنا دروازہ اپنے اوپر خود بند کر لیا ہے —— تو جو زبان سے کہتا ہے دل سے بھی ادا کر[11]

---

9 یعنی ان جغرافیائی، نسلی، نسبی اور فرقہ وارانہ تقسیم کی وجہ سے مسلمان تباہ حال اور زوال کا شکار ہیں۔

10 وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ـ﴿آل عمران:۱۰۳﴾ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور ٹکرے ٹکرے نہ ہو جاؤ۔

11 یعنی جو کلمہ توحید زبان پر اسے دل میں بھی جگہ دو اور اس کی حقیقت کو سمجھو۔

صد ملل از ملتے انگیختی　　بر حصار خود شبیخون ریختی

تو نے ایک ملت کی سو ملتیں بنا ڈالیں ـــــــ گویا اپنے قلعے پر خود ہی شب خوں مار دیا ہے[12]

یک شو و توحید را مشہود کن　　غائبش را از عمل موجود کن

تم ایک ہو جاؤ اور توحید کا اظہار کر دو ـــــــ پھر اپنے عمل سے غائب کو موجود کر دو[13]

لذت ایمان فزاید در عمل　　مردہ آن ایمان کہ ناید در عمل

ایمان کی لذت عمل کرنے سے بڑھتی ہے ـــــ مردہ ہے وہ ایمان جس میں عمل نہ ہو[14]

---

12 بقول علامہ اقبال:

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

13 یعنی متحد ہو کر توحید کا عملی نمونہ پیش کر دو کہ جس طرح خدا کی ذات ایک ہے اسی طرح اس کے ماننے والے بھی ایک ہیں۔

14 جیسا کہ ارشادِ قرآن پاک ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿الصف: ۲،۳﴾ اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ یعنی زبان سے ایمان کا اقرار کیا ہے تو اس کے مطابق عمل کرنے سے ہی ایمان مستحکم ہوتا ہے، ورنہ زبانی ایمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

(اللہ بے نیاز ہے)

Nawa-e-Sarosh
Payam-e-Iqbal

گر به الله الصمد دل بسته ئی　　از حد اسباب بیرون جسته ئی

اگر تونے دل خدائے بے نیاز سے وابستہ کر لیا ـــــــ تو سمجھ لے کہ تو اسباب کی حدود سے نکل گیا

بندۂ حق بندۂ اسباب نیست　　زندگانی گردش دولاب نیست

اس لیے کہ خدا کا بندہ اسباب کا بندہ نہیں ہوتا[15] ـــــــ اور زندگی رہٹ کا چکر نہیں ہے[16]

مسلم استی بی نیاز از غیر شو　　اهل عالم را سراپا خیر شو

اگر تو مسلم ہے تو غیر (از خدا) سے بے نیاز ہو جا ـــــــ اور دنیا والوں کے لیے سراپا خیر ہو جا[17]

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

---

15 بقول علامہ:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ　مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

16 یعنی زندگی رہٹ کے چکر کی طرح ایک ہی مقام پہ گھوم نہیں رہی بلکہ مسلسل ارتقاء پذیر ہے، اور مومن کا بھی ہر دن پچھلے دن سے بہتر ہوتا ہے۔

17 جیسا کہ علامہ اقبال کا اردو شعر ہے:

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو　محبت کی زباں ہو جا اخوت کا بیاں ہو جا

پیش منعم شکوۂ گردون مکن — دست خویش از آستین بیرون مکن

دولت مند کے آگے حالات کا رونا مت رو ——— بلکہ اپنا ہاتھ آستین سے باہر ہی نہ نکال

چون علی در ساز بانان شعیر — گردن مرحب شکن خیبر بگیر

حضرت علیؓ کی طرح جو کی روٹی پہ گزارہ کر ——— اور مرحب کی گردن توڑ کر خیبر فتح کر[18]

منت از اہل کرم بردن چرا — نشتر لا و نعم خوردن چرا

اہلِ کرم کا احسان کیوں لیا جائے ——— "ہاں" اور "نہ" کا نشتر کیوں کھایا جائے[19]

رزق خود را از کف دونان مگیر — یوسف استی خویش را ارزان مگیر

تو اپنا رزق کمینوں کے ہاتھ سے نہ لے ——— تو یوسف ہے خود کو اتنا سستا نہ سمجھ

---

18 یعنی دوسروں سے مدد کی امید رکھنے کی بجائے اپنے نفس پہ قابو پا کر حالات کا مقابلہ کر۔

19 "ہاں" اور "نہ" دونوں کی حیثیت نشتر کی ہے، جس سے سوالی کے دل پر زخم لگتے ہیں۔ اگر سوال پورا کیا گیا تو دینے والے کا احسان ہوا اور لینے والے کی خودداری کو نقصان پہنچا۔ اگر سوال ٹھکرا دیا گیا تو مطلب یہ ہوا کہ خودداری کو مجروح کر لینے کے باوجود ضرورت بھی پوری نہ ہوئی۔ یہ بھی بہر حال زخم ہی ہوا۔

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

گرچه باشی مور و هم بی بال و پر حاجتی پیش سلیمانی مبر

اگرچہ تیری حیثیت بے بال و پر چیونٹی کی سی ہو —— پھر بھی سلیمانؑ کے سامنے اپنی حاجت مت پیش کر[20]

راه دشوار است سامان کم بگیر در جهان آزاد زی آزاد میر

رستہ دشوار ہے، سامان کم ہی لے —— دنیا میں آزاد جی اور آزاد ہی مر

سبحهٔ "اقلل من الدنیا" شمار از "تعش حراً" شوی سرمایه دار

کتنا اچھا (قول) ہے کہ "اقلل من الدنیا" تو اسے نظر میں رکھ —— اور آزاد زندگی کی دولت سے مالا مال ہو جا[21]

تا توانی کیمیا شو گل مشو در جهان منعم شو و سائل مشو

جس حد تک ممکن ہو کیمیا بن، مٹی نہ بن —— دنیا میں دینے والا بن، سوالی نہ بن[22]

ای شناسای مقام بوعلی جرعه ئی آرم ز جام بوعلی

---

20 اس شعر میں اور اس سے پچھلے شعر میں قرآنی تلمیحات پیش کی گئی ہیں جو سورہ یوسف اور سورہ نمل کے تناظر میں سمجھی جا سکتی ہیں۔

21 یہ حضرت عمرؓ کے قول اقلل من الدنیا تعش حریرا کی طرف اشارہ ہے۔(دنیاوی ضرورتیں کم کر دو اور آزاد زندگی بسر کرو) انسان جتنا اپنی ضرورتیں کم رکھے گا اتنا ہی وہ دوسروں کی محتاجی سے بچا رہے گا اور اس کی آزادی و خودی بھی محفوظ رہے گی۔

22 کیونکہ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

تو بو علیؒ[23] کے مقام سے تو واقف ہے ——— میں تجھے انھی کے جام میں سے ایک گھونٹ پلاتا ہوں

"پشت پا زن تخت کیکاوس را سر بدہ از کف مدہ ناموس را"

(وہ فرماتے ہیں) تو کیکاؤس[24] کے تخت کو ٹھوکر مار دے — سر دے دے مگر عزت نہ ہاتھ سے جانے دے

خود بخود گردد در میخانہ باز بر تہ پیمانگان بی نیاز

ان کے لیے میخانے کا دروازہ خود بخود کھل جاتا ہے — جن کے پیمانے خالی لیکن (دل) بے نیاز ہیں

قاید اسلامیان ہارون رشید آنکہ نقفور آب تیغ او چشید

مسلمانوں کے قائد ہارون رشید (کا واقعہ ہے) ——— وہی جس کی تلوار کی دھار کا مزہ نقفور[25] نے بھی چکھا

گفت مالک را کہ ای مولای قوم روشن از خاک درت سیمای قوم

(ہارون نے) امام مالکؒ[26] سے کہا کہ اے قوم کے آقا — آپ کے دروازے کی خاک سے قوم کی پیشانی روشن ہے

---

23 بو علی قلندر: نام شرف الدین، مشہور صوفی

24 کیکاؤس: ایران کا ایک قدیم بادشاہ

25 نقفور: رومی حکمران جس نے عباسی خلیفہ ہارون الرشید سے شکست کھائی تھی۔

26 مالک بن انس بن مالک بن عمر (93ھ - 197ھ) اہل سنت کے چار فقہی مذاہب میں سے ایک کے امام ہیں۔ موطاء امام مالک ان کی مشہور تصنیف ہے۔ مدینہ منورہ میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔

ای نوا پرداز گلزار حدیث　　از تو خواہم درس اسرار حدیث

اے باغِ حدیث کے نواپرداز (نغمے گانے والے) — میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ سے اسرارِ حدیث کا درس لوں

لعل تا کی پردہ بند اندر یمن　　خیز و در دارالخلافت خیمه زن

لعل کب تک یمن میں پردوں کے اندر چھپا رہے گا ——— آیئے، دار الخلافت میں قیام فرمایئے

ای خوشا تابانی روز عراق　　ای خوشا حسن نظر سوز عراق

عراق کے دن خوب روشن ہوتے ہیں ——— اور یہاں کا حسن بھی نظر کو بھاتا ہے

میچکد آب خضر از تاک او　　مرهم زخم مسیحا خاک او

اس کے انگور سے آبِ خضر ٹپکتا ہے ——— اور اس کی خاک زخمِ مسیحا کے لیے مرہم ہے

گفت مالک مصطفی را چاکرم　　نیست جز سودای او اندر سرم

امام مالکؒ نے کہا: میں تو مصطفیٰ ﷺ کا نوکر ہوں —— ان کے عشق کے سوا میرے ذہن میں کچھ نہیں ہے

من که باشم بستهٔ فتراک او　　بر نخیزم از حریم پاک او

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

میں تو حضورؐ ہی کے فتراک[27] سے بندھا ہوا ہوں —— اور اس حرم پاک سے اٹھ کر کہیں نہیں جا سکتا

زنده از تقبیل خاک یثربم   خوشتر از روز عراق آمد شبم

خاکِ یثرب کو بوسہ دینا ہی میری زندگی ہے —— اور میری رات عراق کے دن سے زیادہ روشن ہے

عشق می گوید که فرمانم پذیر   پادشاہان را بخدمت ہم مگیر

عشق مجھے کہتا ہے کہ میرا حکم مان —— اور بادشاہ کو اپنی خدمت گاری کے لیے بھی نہ قبول کر

تو ہمی خواہی مرا آقا شوی   بندۂ آزاد را مولا شوی

تو چاہتا ہے کہ میرا آقا بن جائے —— اور ایک انسان کا مولا کہلائے

بہر تعلیم تو آیم بر درت   خادم ملت نگردد چاکرت

میں تعلیم دینے تیرے دروازے پر آؤں؟ —— قوم کا خدمت گزار تمہارا نوکر نہیں بن سکتا

بہرہ ئی خواہی اگر از علم دین   در میان حلقۂ درسم نشین

اگر تو دین کا علم کا حاصل کرنا چاہتا ہے —— تو میرے حلقۂ درس میں آ کر بیٹھ

27 فتراک: چمڑے کے تسمے جو زین کے عقب میں دائیں بائیں جانب شکار یا سامان باندھنے کے واسطے لگے ہوتے ہیں، شکار بند۔

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

بی نیازی نازہا دارد بسی　　ناز او اندازہا دارد بسے

بے نیازی میں بھی بڑے ناز ہیں — اور اس ناز کے بھی بے شمار انداز ہیں

بی نیازی رنگ حق پوشیدن است　　رنگ غیر از پیر ہن شوئیدن است

بے نیازی یہ ہے کہ حق کا رنگ اختیار کر لے ——— اور غیر اللہ کا رنگ لباس سے دھوڈالے

علم غیر آموختی اندوختی　　روی خویش از غازہ اش افروختی

(اے مسلمان) تو نے غیر کا علم ہی سیکھا اور ذخیرہ کیا ——— اسی کے غازے سے اپنا چہرہ چمکایا[28]

ارجمندی از شعارش میبری　　من ندانم تو توئ یا دیگری

تو غیر کے طور طریقوں کو باعث عزت سمجھتا ہے ——— میں نہیں جانتا کہ تو تو ہی ہے یا غیر ہے[29]

از نسیمش خاک تو خاموش گشت　　وز گل و ریحان تہی آغوش گشت

---

28 امام مالک کی خودی اور بے نیازی کی مثال بیان کرنے کے بعد اب دورِ حاضر کے مسلمان کی حالت بیان کی جارہی ہے، جو اپنی صمدیت کھو چکے ہیں، اور غیروں کے افکار و نظریات اپنائے ہوئے ہیں اور انہی کے محکوم ہیں اور اس محکومی پر فخر بھی محسوس کرتے ہیں۔

29 جیسا کہ علامہ اقبال کے ایک شعر کا مصرعہ ہے۔ تُو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن

غیر کی بادِ نسیم نے تیری خاک کو بنجر کر دیا— اور گلاب اور نازبو سے تیری آغوش محروم ہوگئی ہے

کشت خود از دست خود و یران مکن   از سحابش گدیۂ باران مکن

تو اپنا کھیت اپنے ہاتھوں ویران مت کر ——— اور غیر کے بادل سے بارش کی بھیک مت مانگ

عقل تو زنجیری افکار غیر   در گلوی تو نفس از تار غیر

تیری عقل غیر کے افکار کی قیدی ہے ——— تیرے گلے کا ساز بھی غیر کے دم سے ہے

بر زبانت گفتگوہا مستعار   در دل تو آرزوہا مستعار

تیری زبان کی گفتگو بھی ادھار کی ہے ——— اور تیرے دل کی آرزوئیں بھی ادھار کی ہیں

قمریانت را نواہا خواستہ   سروہایت را قباہا خواستہ

تیری قمریوں کے گیت بھی مانگے کی ہیں ——— اور تیرے سر کی قبائیں بھی مانگے کی ہیں

بادہ می گیری بجام از دیگران   جام ہم گیری بوام از دیگران

Nava-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

تیرے جام میں شراب بھی غیر کی ہے ——— اور حد تو یہ ہے کہ تیرا جام بھی غیر کا ہی ہے

آن نگاہش سر "ما زاغ البصر" سوی قوم خویش باز آید اگر

وہ جس کی نظر کو قرآن نے "مازاغ البصر"[30] کہا ہے ——— اگر اپنی قوم کی طرف دوبارہ آ جائے

می شناسد شمع او پروانہ را نیک داند خویش و ہم بیگانہ را

وہ شمع جو اپنے پروانوں کو پہچانتی ہے ——— اور اپنے اور پرائے سے بھی خوب واقف ہے

"لست منی"گو یدت مولای ما وای ما ، ای وای ما ، ای وای ما ،

ہمارے آقاؐ کہیں گے کہ تم مجھ میں سے نہیں[31] ——— (تم پھر کہو گے) افسوس ہم پر، افسوس ہم پر، افسوس ہم پر

زندگانی مثل انجم تا کجا ہستی خود در سحر گم تا کجا

---

30 مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿النجم:۱۷﴾ نہ تو ان کی نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی، نبی پاکؐ کی طرف اشارہ ہے۔

31 إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿الأنعام:۱۵۹﴾ بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکرے ٹکرے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔ یعنی اپنا دین چھوڑ کر غیر کے رنگ میں اس قدر رنگ چکے ہیں کہ اگر نبی پاکؐ انہیں دیکھیں تو فوراًلا تعلقی کا اظہار کر دیں۔

ستاروں کی طرح کب تک زندگی بسر کروگے ـــــــ اپنی ہستی کو سحر میں کب تک گم رکھوگے

ریوی از صبح دروغی خوردہ ئی رخت از پہنای گردون بردہ ئی

تم نے صبح کاذب سے فریب کھالیا ـــــــ آسمان کی وسعتوں میں تمہارا بوریا گول ہوگیا

آفتاب استی یکی در خود نگر از نجوم دیگران تابے مخر

خود کو پہچانو تم تو آفتاب ہو ـــــــ دوسروں کے تاروں سے روشنی کیوں مانگتے ہو

بر دل خود نقش غیر انداختی خاک بردی کیمیا در باختی

تم نے اپنے دل پر غیر کا نقش بٹھالیا ـــــــ اور خاک کے بدلے کیمیا ہار دیا

تا کجا رخشی ز تاب دیگران سر سبک ساز از شراب دیگران

دوسروں کی چمک سے کب تک چمکوگے ـــــــ اپنے سر سے غیر کی شراب کا بوجھ اتار دے[32]

تا کجا طوف چراغ محفلی ز آتش خود سوز اگر داری دلی

کب تک چراغِ محفل کا طواف کروگے ـــــــ اگر سینے میں دل ہے تو خود اپنی آگ میں جلو

---

32 یعنی غیر اسلامی نظریات سے پیچھا چھڑاؤ اور اپنی خودی کو بحال کرو۔

چون نظر در پرده های خویش باش می پر و اما بجای خویش باش

تم نظر کی طرح اپنے ہی پردوں میں رہو ——— اڑنا چاہتے ہو تو اڑو پر اپنی جگہ نہ چھوڑو[33]

در جهان مثل حباب ای هوشمند راه خلوت خانه بر اغیار بند

اے عقل مند اس دنیا میں ایک بلبلے کی طرح ——— اپنی خلوت کی راہ غیر کے لیے بند کر دے[34]

فرد ، فرد آمد که خود را وا شناخت قوم ، قوم آمد که جز با خود نساخت

فرد اسلیے فرد ہے کہ اس نے خود کو پہچان لیا ـــ قوم اسلیے قوم بنی کہ اسنے اپنے سوا کسی سے موافقت نہ کی

از پیام مصطفی آگاه شو فارغ از ارباب دون الله شو

پیغامِ مصطفیٰ ؐ سے آگاہی حاصل کر ——— اور اللہ کے سوا تمام (جھوٹے) معبودوں سے بے نیاز ہو جا

---

33 یعنی دنیا میں گھومو پھرو، جہاں سے علم ملتا ہے حاصل کرو، لیکن خود کو غیروں کے رنگ میں مت ڈھالو، رنگ صرف اللہ کا رہے تمہاری ذات پر۔

34 مطلب یہ کہ ان تمام افکار و نظریات سے خود کو محفوظ رکھو جو تمہاری خودی کو ختم کر دیں۔

Nawa-e-Sarosh Payam-e-Iqbal

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ

(نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا)

Nawa-e-Sarosh
Payam-e-Iqbal

قوم تو از رنگ و خون بالاتر است قیمت یک اسودش صد احمر است

(اے مسلمان) تیری قوم رنگ وخون سے بالاتر ہے —— اس کے ایک کالے کی قیمت سو گوروں کے برابر ہے

قطرۂ آب وضوی قنبری در بها برتر ز خون قیصری

ہمارے غلام کے وضو کے پانی کا قطرہ —— قیصر (جیسے شہنشاہ) کے خون سے برتر ہے

فارغ از باب و ام و اعمام باش ہمچو سلمان زادۂ اسلام باش

تو ماں، باپ اور چچاؤں کے رشتے سے آزاد ہو جا —— اور سلمانؓ کی طرح اسلام کا فرزند بن جا[35]

نکتہ ئی ای ہمدم فرزانہ بین شهد را در خانہ ہای لانہ بین

اے عقلمند دوست تجھے ایک نکتہ بتاتا ہوں —— تو چھتے کے خانوں میں شہد پر نظر ڈال

قطرہ ئی از لالۂ حمراستی قطرہ ئی از نرگس شہلاستی

35 کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کا نسب پوچھا تو انہوں نے فرمایا "سلمان بن اسلام"۔

کوئی قطرہ لالہ کے سرخ پھول کا ہے ——— اور کوئی قطرہ نرگسِ شہلا کا

این نمے گوید کہ من از عبہرم   آن نمی گوید من از نیلوفرم

کیا کبھی سنا کہ (کسی قطرے نے کہا ہو) میں نرگس سے ہوں ——— یا یہ کہا ہو کہ میں نیلوفر سے ہوں[36]

ملت ما شان ابراہیمی است   شہد ما ایمان ابراہیمی است

ہماری ملت کا چھتہ ابراہیمؑ نے بنایا ہے ——— اور اس کا شہد ایمانِ ابراہیمی سے بنا ہے

گر نسب را جزو ملت کردہ ئی   رخنہ در کار اخوت کردہ ئی

اگر تو حسب و نسب کو ملت کا جزو بنائے گا ——— تو اخوت کے کاروبار میں رخنہ پیدا ہو جائے گا

در زمین ما نگیرد ریشہ ات   ہست نا مسلم ہنوز اندیشہ ات

ہماری زمین میں تیرا ریشہ جڑ نہیں پکڑ سکتا ——— کیونکہ تیری سوچ ابھی تک غیر مسلم ہے[37]

36 یعنی ہر قطرہ اپنی شناخت کو بھلا کر صرف شہد بن جاتا ہے، اسی طرح ہر مسلمان بھی نسلی و جغرافیائی و فرقہ وارانہ شناختیں بھلا کر خود کو صرف مسلمان کہلائے۔

37 یعنی وہ شخص مسلمان کہلوانے کا حق دار نہیں جو اسلامی معاشرے میں تفرقہ پیدا کرے۔

Nava-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

ابن مسعود آن چراغ افروز عشق　　جسم و جان او سراپا سوز عشق

ابن مسعودؓ[38] عشق کے روشن چراغ تھے ـــــــ ان کا جسم وجاں عشق کی حرات سے معمور تھے

سوخت از مرگ برادر سینہ اش　　آب گردید از گداز آئینہ اش

بھائی کی وفات سے ان کا سینہ جل اٹھا ـــــــ اور دل کا آئینہ پگھل کر پانی ہو گیا

گریہ ہای خویش را پایان ندید　　در غمش چون مادران شیون کشید

ان کا رونا دھونا ہی ختم نہ ہوتا تھا ـــــــ بھائی کے غم میں ماں کی طرح روتے تھے

" ای دریغا آن سبق خوان نیاز　　یار من اندر دبستان نیاز"

کہتے تھے: افسوس وہ عقیدت مندی کا سبق لینے والا ـــــــ جو درس گاہِ نیاز میں میرا رفیق تھا

"آہ آن سرو سہی بالای من　　در رہ عشق نبی ہمپای من"

38 حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے۔ آپ سے پہلے صرف پانچ افراد نے اسلام قبول کیا اس لیے آپ سابقون الاولون میں شامل ہیں۔ آپ نے غزوہ بدر سمیت ہر بڑے غزوہ میں شرکت کی۔

ہائے میرا اسرو قامت بھائی ———— جو راہِ عشق رسولؐ میں میرے ساتھ چلتا تھا

"حیف او محروم دربار نبی   چشم من روشن ز دیدار نبی"

افسوس! وہ نبیؐ کے دربار سے محروم ہو گیا ———— اور میری آنکھ ابھی دیدارِ نبیؐ سے روشن ہے[39]

نیست از روم و عرب پیوند ما   نیست پابند نسب پیوند ما

ہمارا رشتہ رومی یا عربی ہونے کی وجہ سے نہیں ———— اور نہ ہم حسب و نسب کے پابند ہیں

دل به محبوب حجازی بسته ایم   زین جهت با یکدگر پیوسته ایم

ہمارا دل محبوبِ حجازیؐ سے وابستہ ہے ———— اسی تعلق سب ہم ایک دوسرے سے جڑے ہیں

رشتۂ ما یک تولایش بس است   چشم ما را کیف صہبایش بس است

ہمارا رشتہ بس ایک یعنی آپؐ کی محبت ہے ———— ہماری آنکھوں کے لیے بس یہی سرور کافی ہے

مستی او تا بخون ما دوید   کهنه را آتش زد و نو آفرید

---

39 یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس بات کا غم نہیں تھا کہ ان بھائی وفات پا گیا بلکہ اس بات کا صدمہ تھا کہ ان کا بھائی دربارِ نبیؐ و دیدارِ نبیؐ سے محروم ہو گیا۔

جب اس کی مستی ہمارے خون میں دوڑی ——— تو پرانے رشتے اس نے جلا دیے اور نیا رشتہ پیدا کر دیا

عشق او سرمایۂ جمعیت است همچو خون اندر عروق ملت است

آپؐ کا عشق ہی ہمارے اتحاد کا سرمایہ ہے ——— یہ عشق ملت کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے

عشق در جان و نسب در پیکر است رشتۂ عشق از نسب محکم تر است

عشق جان میں اتر جاتا ہے اور نسب صرف جسم تک رہتا ہے ——— یعنی عشق کا رشتہ نسبی رشتوں سے مضبوط تر ہے

عشق ورزی از نسب باید گذشت هم ز ایران و عرب باید گذشت

اگر عشقِ نبیؐ اختیار کیا ہے تو نسب کو ترک کر دے ——— بلکہ ایران و عرب سے بھی تعلق توڑ دے[40]

امت او مثل او نور حق است هستی ما از وجودش مشتق است

نبیؐ کی امت بھی حضورؐ کی طرح اللہ کا نور ہے ——— ہماری ہستی اسی کے وجود سے پیدا ہوئی ہے

"نور حق را کس نجوید زاد و بود خلعت حق را چه حاجت تار و پود"

---

40 یعنی عشقِ نبیؐ کا اولین تقاضہ یہ ہے کہ ہر قسم کے نسلی تفاخر و امتیازات کو ختم کر دیا جائے۔

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

اللہ کے نور کی اصل کون ڈھونڈتا ہے ———— خلعتِ حق کو تانے بانے کی کیا ضرورت ہے[41]

ہر کہ پا در بند اقلیم و جد است   بی خبر از لم یلد لم یولد است

جس کے پاؤں ملک اور آباؤاجداد کے بندھنوں میں بندھے ہیں—وہ یقیناً "لم یلد و لم یولد" کی حقیقت سے بے خبر ہے[42]

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

---

41 یہ شعر مولانا روم کی مثنوی کا ہے۔ یعنی اللہ کے نور کے بارے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کہاں پیدا ہوا اور اس کا وطن کون سا ہے۔ اسی طرح مسلمان کی بھی اسلام کے علاوہ اور کوئی شناخت نہیں ہے۔

42 جو مسلمان اسلام قبول کرنے کے بعد بھی نسلی و علاقائی تفاخر کا شکار رہا گویا وہ "لم یلد و لم یولد" پر ایمان ہی نہیں لایا۔

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے)

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

مسلم چشم از جہان بر بستہ چیست؟ فطرت این دل بحق پیوستہ چیست؟

مسلمان، جس نے دنیا کی طرف سے نظر پھیر لی، کیا ہے ــــ جس نے اللہ سے لو لگالی اس کی فطرت، کیا ہے

لالہ ئی کو بر سر کوہی دمید گوشۂ دامان گلچینی ندید

پہاڑ کی چوٹی پہ اگا ہوا لالہ کا پھول ہے ــــــــ جس نے گل چیں کا دامن کبھی نہیں دیکھا[43]

آتش او شعلہ ئی گیرد بہ بر از نفس ہای نخستین سحر

جس کی آتشِ دل بھڑکتی ہے ــــــــ صبح کی ہوا کے پہلے جھونکوں سے

آسمان ز آغوش خود نگذاردش کوکب وامانده ئی پندارردش

آسمان اسے اپنی آغوش سے باہر نہیں جانے دیتا ــــــــ وہ اسے ایک ٹوٹا ہوا تارہ سمجھتا ہے

---

43 یعنی باطل نظریات اور سوچ و فکر سے سچے مسلمان کا دامن محفوظ ہوتا ہے۔

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

بوسدش اول شعاع آفتاب شبنم از چشمش بشوید گرد خواب

سب سے پہلے سورج کی کرن اسے چومتی ہے ——— اور شبنم اس کی آنکھوں سے نیند کا غبار دھوتی ہے[44]

رشتۂ ئی با لم یکن باید قوی تا تو در اقوام بی ہمتا شوی

(اے مسلمان) تجھے "لم یکن" سے اپنا رشتہ مضبوط کرنا چاہیئے ——— تاکہ تو اقوامِ عالم میں بیمثال بن جائے

آنکہ ذاتش واحد است و لاشریک بندہ اش ہم در نسازد با شریک

وہ خدا کہ جس کی ذات واحد و لاشریک ہے ——— اس کا بندہ بھی اپنا کوئی شریک گوارا نہیں کر سکتا

مؤمن بالای ھر بالاتری غیرت او بر نتابد ہمسری

مومن ہر بلند سے بلند تر ہے ——— اس کی غیرت اپنی ہمسری برداشت نہیں کرتی

خرقۂ "لا تحزنوا" اندر برش "انتم الاعلون" تاجی بر سرش

وہ "لا تحزنو" کی قبا پہنے ہوتا ہے ——— اور "انتم الاعلون" کا تاج اس کے سر پر ہوتا ہے[45]

44 یعنی جو مسلمان دنیا سے بے نیاز ہو کر اپنی خودی بحال رکھتا ہے، ساری کائنات اس کے آگے مسخر ہو جاتی ہے اور اس کی دلجوئی میں مشغول ہو جاتی ہے۔

Nava-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

می کشد بار دو عالم دوش او — بحر و بر پروردۂ آغوش او

وہ کندھوں پہ دونوں جہانوں کا بوجھ اٹھالیتا ہے ——— خشکی وتری دونوں اس کی آغوش میں پلتے ہیں

بر غو تندر مدام افکندہ گوش — برق اگر ریزد ہمی گیرد بدوش

اسکے کان بجلی کی کڑک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ——— اگر برق گرے تو اپنے کاندھوں پہ اٹھالیتا ہے[46]

پیش باطل تیغ و پیش حق سپر — امر و نہی او عیار خیر و شر

(مسلمان) باطل کے سامنے تلوار، اور حق کے لیے ڈھال ہے ——— اس کے امر و نہی، خیر وشر کا میزان ہیں[47]

در گرہ صد شعلہ دارد اخگرش — زندگی گیرد کمال از جوہرش

اس کی چنگاری کی گرہ میں سینکڑوں شعلے ہیں ——— زندگی اسی کے جوہر سے کمال حاصل کرتی ہے

---

45 وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿العمران:۱۳۹﴾ تم نہ سستی کرو اور غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایماندار رہو۔

46 اس شعر اور اس سے پچھلے میں بندہ مومن کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ وہ اس جہان میں ایک فعال کردار ادا کرتا ہے اور راہ میں جو مشکلات آتی ہیں ان کا نہایت خندہ زنی اور حوصلہ مندی سے سامنا کرتا ہے۔

47 مومن جس چیز کا حکم دے وہی نیکی ہوتی ہے اور جس چیز سے روکے وہی بدی ہوتی ہے، یعنی مومن کی ذات حق وباطل میں فرق کرنے کی کسوٹی ہے۔

در فضای این جہان ہای و ہو نغمہ پیدا نیست جز تکبیر او

اس دنیا کے شور و غل کے ماحول میں ——— مومن کی تکبیر کے سوا اور کوئی نغمہ نہیں گونج ہو سکتا

عفو و عدل و بذل و احسانش عظیم ہم بقہر اندر مزاج او کریم

عفو و عدل اور سخاوت واحسان میں وہ بہت بلند ہے ——— اس کے غصے میں بھی لطف و کرم چھپا ہوتا ہے[48]

ساز او در بزم ہا خاطر نواز سوز او در رزم ہا آہن گداز

محفل میں اس کا ساز مہربان و دلنشیں ہوتا ہے ——— لیکن میدانِ جنگ میں اسکی حرارت لوہے کو پگھلا دیتی ہے[49]

در گلستان با عنادل ہم صفیر در بیابان جرہ باز صید گیر

باغ میں وہ بلبلوں کا ہم نوا بن جاتا ہے ——— اور جنگل میں شکار پکڑنے والا باز بن جاتا ہے

48 اس شعر میں مرد مومن کی خوصیات علامہ اقبال نے قرآن کی اس آیت کو مدِ نظر رکھ کر بیان کی ہیں: الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿العمران: ۱۳۴﴾ جو لوگ آسانی میں سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے

49 بقول اقبال:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

زیر گردون می نیاساید دلش بر فلک گیرد قرار آب و گلش

آسمان کے نیچے اس کا دل چین نہیں پاتا ——— اس کا وجود فلک میں پہنچ کر ہی قرار پاتا ہے

طایرش منقار بر اختر زند آنسوی این کہنہ چنبر بر زند

(مومن) وہ پرندہ ہے جو ستاروں پہ چونچ مارتا ہے ——— اور اس پرانے کرہ کے پار پرواز کرتا ہے

تو بہ پروازی پری نگشودہ ئی کرمک استی زیر خاک آسودہ ئی

(اے دورِ حاضر کے مسلمان) تو نے پرواز کے لیے کبھی پر ہی نہیں کھولے — تو وہ کیڑا ہے جو مٹی کے نیچے مطمئن ہے

خوار از مہجوری قرآن شدی شکوہ سنج گردش دوران شدی

تیری ذلت کا سبب یہ ہے کہ تو نے قرآن چھوڑ دیا ——— اور زمانے کی گردش کے شکوے کرنے لگا[50]

ای چو شبنم بر زمین افتندہ ئی در بغل داری کتاب زندہ ئی

اے شبنم کی طرح زمین پر گرنے والے ——— تیرے پاس ایک زندہ کتاب موجود ہے

---

50 یعنی قرآن نے جو عمل کا سبق دیا تھا اسے بھول کر بے عملی کا شکار ہو گئے اور پھر اپنی اس حالتِ بد کو تقدیر کا لکھا قرار دے کر شکوے شکایتیں کرنے لگے۔

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

تا کجا در خاک می گیری وطن   رخت بردار و سر گردون فگن

تو آخر کب تک یونہی خاک نشیں رہے گا —— اٹھ رختِ سفر باندھ اور آسمان کی بلندیوں کو چھو لے

****

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

کتب اور ویب سائٹس جن سے استفادہ کیا گیا

- رموزِ بیخودی منظوم ترجمہ مترجم: کوکب شادانی
- شرح کلیاتِ اقبال فارسی پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی
- فیروز اللغات فارسی-اردو
- مجلسِ اقبال حصہ اول غلام احمد پرویز
- فلسفۂ دید و نظر کرنل عابد حسین عابد
- روزنامہ جسارت سنڈے میگزین ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۳

(For Persian text)

- www.allamaiqbal.com

(for Arabic text and the translation of Holy Quran)

- Tanzil.net

Nawa-e-Saroosh Payam-e-Iqbal

Our other pages and blogs:

www. facebook.com/payamequran

www.facebook.com/Dr.Muhammad.Hamidullah

www.ebooksland.blogspot.com

www.sharedhub.blogspot.com

Nawa-e-Saroosh
Payam-e-Iqbal

نوائے سروش

Payam-e-Iqbal

FACEBOOK.COM/PAYAM.E.IQBAL
نوائے سروش